© rasailojaraid.com

محمد عمر فاروق

پاکستان امریکہ کی کالونی نہیں ہے

پاکستان ۱۹۴۷ء میں کرہ ارض کے نقشہ پر ایک آزاد مسلم مملکت کی حیثیت سے نمودار ہوا۔ یہاں کے غیور بہادر اور جرأت مند باشندوں نے ان گنت قربانیاں آزاد سرزمین کی آزاد فضاؤں میں سانس لینے کے لئے دی تھیں۔ لیکن مفاد پرست اور عاقبت نااندیش حکمرانوں کی زیر زمین سازشوں نے اس نوزائیدہ مملکت کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ لیاقت علی خان مرحوم نے روس کے دورہ کی دعوت کو مسترد کر کے امریکہ یاترا کو افضل گردانا۔ جس کے ساتھ ہی برطانوی سامراج سے چھٹکارا پانے والا ملک امریکی امپیریلزم کا صید زبوں ہو گیا۔ دوسری پاکستان کی بدقسمتی یہ ہوئی کہ اس کی وزارت خارجہ کی باگ ڈور برطانیہ کے ازلی وفادار آنجہانی سر ظفر اللہ خان قادیانی کے ہاتھ میں آ گئی اور اس برطانوی چہیتے نے مسئلہ کشمیر سے لے کر افغانستان کے ساتھ تعلقات تک کو سامراجیوں کے اشارے پر ایسی ڈگر پر ڈالا کہ پاکستان دنیا کے دیگر ممالک سے اچھے تعلقات تو درکنار ہمسایہ ممالک سے بھی خاطر خواہ سفارتی تعلقات استوار نہ کر سکا۔ جن کے مضر اثرات آج تک زائل نہیں کئے جا سکے ہیں۔

بعد میں آنے والے حکمرانوں نے بھی امریکی آشیرباد حاصل کرنا فرض عین سمجھا اور یوں امریکہ کا ہمارے ملکی معاملات میں عمل دخل فزوں تر ہوتا گیا۔ تا آنکہ ۱۹۷۷ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو زوال کا شکار کیا گیا اور بالآخر ان کا خاتمہ تختۂ دار پر ہوا اور اسلامی دنیا کے اتحاد کا خواب شرمندۂ تعبیر ہونے سے پہلے بکھر گیا۔ اب امریکہ روس کو گرم پانیوں تک پہنچنے سے روکنے کے لئے کھل کر سامنے آ گیا۔

افغانستان میں روس کی مداخلت حد سے زیادہ بڑھی تو افغان مجاہدین نے کسی بیرونی قوت کی حمایت و امداد کے بغیر محض توکلت علی اللہ کہہ کر جہاد کا علم بلند کیا۔ لیکن اس وقت تو امریکہ ان کی امداد کو آگے نہ بڑھا۔ مگر جب مجاہدین نے روس کے خلاف مضبوط فرنٹ قائم کر دیا تو امریکہ محض روس کی پیش قدمی روکنے کے لئے ہتھیاروں کی کھیپ لے کر آ گیا۔ اور یہ کام پاکستان کے توسط سے بخوبی انجام پاتا رہا۔ افغان مجاہدین نے بغیر کسی امداد کے جہاد کا آغاز کیا تھا۔ لیکن اب ان کے ساتھ عرب ممالک کا سرمایہ، افرادی قوت اور آخر میں امریکی اسلحہ کی سپلائی بھی شامل تھی۔ جب ان جانباز مجاہدوں کے ہاتھوں روس پسپا ہو گیا اور افغانستان میں جہادی قوتوں کے ذریعے اسلامی حکومت کے قیام کے امکانات روشن ہوئے تو امریکہ بہادر نے مجاہدین کے تعاون سے ہاتھ کھینچ لیا۔ بلکہ انہیں آپس میں لڑانے کے لئے اپنے من پسند گروہوں تک اسلحہ کی سپلائی کو محدود رکھ کر ان کی پیٹھوں میں چھرا گھونپا۔

افغان جہاد کے دوران پاکستان امریکہ کا منظورِ نظر رہا۔ اور ہر لحاظ سے پاکستان کی امداد کو یقینی بنایا گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن روسی افواج کے افغانستان سے انخلاء کے ساتھ ہی امریکہ نے پاکستان جیسے محسن ملک سے بھی بے وفا محبوب کی طرح آنکھیں پھیر لیں۔ پہلے اوجڑی کیمپ تباہ ہوا پھر صدر ضیاء الحق کا طیارہ کریش کرا کے فوجی قیادت کو بھی ختم کرا دیا گیا۔ جس کے بعد پاکستان امریکی مظالم کا نشانہ بنتا گیا۔ پریسلر ترمیم سے لے کر فوجی اور اقتصادی امداد کی بندش تک کوئی ایسا حربہ نہ تھا جسے پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے نہ آزمایا گیا۔ لیکن دوسری طرف بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم سے اغماض برتا گیا اور پاکستان پر پابندیوں کے ذریعے مشق ستم کو جاری رکھا گیا۔ یہ امریکہ کا دوست ملک کے ساتھ جانبدارانہ رویہ تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں امریکہ کا منافقانہ طرزِ عمل آشکارا ہوا تھا۔

۲۸، مئی ۱۹۹۸ء کو جب پاکستان نے ملکی سلامتی کو درپیش خطرات سے نمٹنے کے لئے ایٹمی دھماکے کیے تو امریکہ اپنے اصل روپ میں سامنے آیا اور پاکستان کی تمام تر خدمات کو بھلا کر اقتصادی پابندیوں کو پاکستان کے ضعیف و ناتواں وجود پر جونک کی طرح مسلط کر دیا۔ جبکہ ہندوستان پر دکھاوے کے لئے نام نہاد پابندیوں کو صرف اعلان تک ہی برقرار رکھا گیا۔ یہ امریکی کردار کا ایک طائرانہ جائزہ ہے۔ کہ ہماری حکومتیں روزِ اوّل سے جس ملک پر تکیہ و انحصار کیے بیٹھی تھیں اسی نے تمام تر اخلاقی و سفارتی آداب و تعلقات کو پس پشت ڈال کر پاکستان کی اقتصادی، معاشی اور دفاعی امداد روک کر ہمیں بے دست و پا کر دیا۔ اس ظالمانہ امریکی دہشت گردی کو دیکھتے ہوئے بھی ارباب بست و کشاد پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ حسب سابق اپنی غلامانہ روایات کے پیش نظر پھر بھی امریکہ سے اپنی امیدیں باندھی گئیں۔ حالانکہ چاہیے تو یوں تھا کہ جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے تو حکمران امریکہ کی طرف سے اقتصادی پابندیوں کے جواب میں اس کے ساتھ تمام تعلقات ختم کر کے قوم کو خود انحصاری کا عملی درس دیتے۔ خود امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ چھوڑ کر حقیقتاً روکھی سوکھی کھاتے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر گزارا کرتے تو ان کے دیکھا دیکھی پوری قوم آن واحد میں سادہ طرز زندگی کو ترجیح دیتی اور وطن عزیز کو پیش آنے والے سنگین بحرانوں سے نکالنے کے لئے ان کے ہم آہنگ اور ہم قدم ہو کر اٹھ کھڑی ہوتی۔ خود زندگی کی تمام آسائشوں سے بہرہ ور ہونا اور قوم کو پیٹ کاٹ کاٹ کر گزارہ کرنے کی تلقین کرنا کہاں کی دانائی ہے؟

افسوس کہ ہمارے پاسبان قوم و ملک کو خطرات کے منجدھار سے نکالنے سے روگرداں ہوئے۔ بجائے کچھ کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے، الٹا اکاؤنٹ منجمد اور ایمرجنسی کے نفاذ کرنے کے احمقانہ فیصلے کر کے جگ ہنسائی کا باعث بنے اور بعد میں پشیمان بھی ہوئے۔ لیکن ملک کو اربوں ڈالر کا نقصان پہنچانے کے بعد ہوش میں آنے کا کیا فائدہ!

ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد ملک ایٹمی قوت بنا۔ جس پر تمام عالم اسلام کا سر فخر سے بلند ہو گیا۔ لیکن ہم نے اس تاریخی موقع کو بھی گنوا دیا۔ اسلامی ممالک سے فائدہ اٹھانے کی بجائے، ہم پھر امریکہ کو پرامید اور للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ اور ہم نے امریکہ کے حضور معذرت خواہانہ انداز میں دفاعی پوزیشن اختیار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر لی۔ گویا ہم نے ایٹمی دھماکے کر کے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ سر بلند کرنے کا مقام آئے تو سرنگوں ہو جانا غیرت مند قوموں کا شعار نہیں ہے۔ غیور قومیں اپنا تن من دھن وار کر وطن کے برگ و بار کو خونِ جگر سے سنوارتی ہیں۔ تب کہیں ظلمت کدوں میں عروسِ سحر طلوع ہوتی ہے۔

افغانستان اور سوڈان پر کھلی امریکی جارحیت پر بھی ہمارا ردِ عمل معذرت خواہانہ رہا۔ کبھی امریکی کروز میزائلوں کے پاکستان میں گرنے پر امریکہ سے احتجاج کیا گیا اور کبھی اس احتجاج پر معذرت کر لی گئی۔ آخر کیوں؟ کیا ہم آزاد و خود مختار نہیں ہیں؟ کیا امریکہ ہمارا رازق ہے؟ جس کے بغیر ہم بھوکوں مر جائیں گے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہمارے دلوں سے امریکی غلامی کے گہرے اثرات دور نہیں ہو جاتے۔ ہمارے قومی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کئے گئے تمام فیصلے متذبذب، متزلزل اور گومگو رہیں گے اور دوسروں کو من مانی کا موقع ملتا رہے گا۔

گوہر ایوب خان کو ہٹا کر سرتاج عزیز ایسے خارجی امور سے نابلد شخص کو وزارت خارجہ کی کرسی پر بٹھا دینا ہی کسی بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ نظر آ رہا ہے۔ جو آج سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کی تیاریوں کی صورت میں دکھائی دے رہا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف کا دورہ برطانیہ و امریکہ اور خاموش سفارت کاری پاکستان کے بچے کھچے وسائل پر غیر ملکیوں کے قابض ہونے کا عندیہ ہے۔ بھارت ابھی تک سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ جب کہ ہم اپنی زبان سے تخفیف اسلحہ کے معاہدہ کے فوائد گنوا رہے ہیں۔

شریعت بل پر بحث کو روک کر سی ٹی بی ٹی پر پارلیمنٹ میں بحث کا آغاز اور اس معاہدہ پر دستخط کرنے کی عجلت......... چہ معنی دارد! کھربوں روپے ایٹمی دھماکوں پر صرف کر کے صرف چار ارب ڈالر کے امدادی پیکج کے حصول کے لئے یہ ساری تگ و دو قوم و ملک پر جو آفت لائے گی وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ جب کہ اپوزیشن کو ملک کی جاں کنی پر نظر کرنے کی فرصت نہیں بلکہ وہ تو صوبائی اور لسانی تعصبات اور اتحادوں کی سیاست کو حرزِ جاں بنائے قومی مسائل سے بے پروا اور گروہی سیاست میں مدہوش ہے۔

خدارا! اس ملک پر رحم کیجئے۔ پاکستانی قوم ایک زندہ قوم ہے۔ جو آزادی و خود مختاری کے معنوں سے بخوبی آشنا اور واقف ہے۔ جو قوم غیروں کی غلامی سے وطن کو آزاد کرانے کا تجربہ اور حوصلہ رکھتی ہے۔ وہ ان وقتی پابندیوں سے بھی عہدہ برا ہونے کا سلیقہ جانتی ہے۔ اس کی راست سمت میں رہنمائی کیجئے کہ پاکستان ایک آزاد ملک ہے، نہ کہ امریکہ کی کالونی کہ جسے جب چاہے وہ تاراج کرنے کے لئے ہم پر چڑھ دوڑے۔ اور ہم آنکھیں بند کیے امریکی دہشت گردی کے خلاف معرکہ آرا مجاہدین کے پر کاٹ کر انہیں امریکہ کے حضور پیش کرتے رہیں۔

○ ○

© rasailojaraid.com